اسلامی نظریاتی کونسل کی کارکردگی

ایک جائزہ

حافظ محمد عبدالرحمٰن ثانی

(قسط نمبر۳)

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داریوں، کارکردگی اور کاوشوں سے عدم واقفیت کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ اس کونسل کا فائدہ کیا ہے؟ ......اور اب تک اس نے کون سا ایسا کام کیا ہے جو ملک وقوم کے مفاد میں ہو یہ تو ہمیشہ اختلافی مسائل پر ہی رائے زنی کرتی ہے......وغیرہ وغیرہ.........
زیر نظر معلومات سے اندازہ ہوگا کہ کونسل نے تدوین قوانین کے حوالہ سے کس قدر محنت کی ہے اور علمی وتحقیقی بحث وتمحیص کے بعد اپنی سفارشات مرتب کرکے دی ہیں۔اسلامی نظریاتی کونسل نے گزشتہ برسوں میں جو کام کئے ان میں سے ایک وفاقی قوانین کا جائزہ بھی ہے.....اب تک تمام ایسے قوانین کا جائزہ لے کر جو خلافِ اسلام ہیں کونسل اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرچکی ہے **اب پاکستان کی مسلم عوام، عوامی جماعتیں اور بالخصوص مذہبی جماعتیں اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی واقعتاً حامی ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کے لئے اپنا اثر ورسوخ اور قوت صرف کریں، اور ان قوانین میں اسمبلیوں سے ترامیم کروائیں جن کی نشاندہی کونسل کرچکی ہے اور جن کا متبادل بھی پیش کیا جاچکا ہے۔** ذیل میں ہم بعض ان قوانین کا ذکر کررہے ہیں جو قیام پاکستان سے بھی قبل کے ہیں مگر ہمارے ہاں نافذ ہیں اور بعض ۱۴۔اگست ۱۹۷۳ تک مختلف اوقات میں بنے اور نافذ ہوئے۔اس مدت کے بعد کے قوانین پر بھی نظر ثانی کرکے سفارشات پیش کی جاچکی ہیں اور عمل کی منتظر ہیں۔

۳۷۔قانون ثالثی ۱۹۴۰ء

ایکٹ ہذا کی دفعہ ۲۹ کہتی ہے کہ:۔

☆تفکر فیس ہبقوك فی مسیرة الحیاة من عزل وحبس وقتل وامتحن وابتلیی ونکب وصودر۔☆

''۲۹۔ جب کوئی ایوارڈ (فیصلہ) رقم کی ادائیگی کے بارے میں ہوتو عدالت ڈگری میں یہ حکم سنا سکتی ہے کہ اصل زر پر اتنی شرح سے جو عدالت کی رائے میں معقول ہو سود ادا کردیا جائے۔''

(p.51) یہ دفعہ بیمہ کی پریمیم واجبات پر سود کی ادائیگی سے تعلق رکھتی ہے۔ جو اسلام میں حرام ہے جیسا کہ راہنما اصول نمبرا میں کہا گیا ہے۔ پس کونسل سفارش کرتی ہے کہ یہ دفعہ حذف کردی جائے۔

۳۸۔ کانوں میں کام کرنے والی عورتوں کے لئے مراعات زچگی ایکٹ ۱۹۴۱ء

اس ایکٹ کی دفعہ ۱۴(ا) میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۴۔(ا) قانون ہذا کے تحت کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکے گا جب تک چیف انسپکٹر یا صوبائی حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں مجاز کردہ افسر سے منظوری حاصل نہ کرلی جائے۔''

مذکورہ بالا دفعہ کی رو سے قانون ہذا کے تحت آنے والے کسی جرم کو چیف انسپکٹر یا افسر مجاز کی پیشگی منظوری کے بغیر چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جو کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق انصاف کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ پس کونسل تجویز کرتی ہے کہ اس دفعہ میں اس طرح ترمیم کردی جائے کہ متاثرہ شخص کو مقدمہ دائر کرنے کے لئے پیشگی اجازت نہ لینی پڑے۔

۳۹۔ صنعتی اعداد وشمار ایکٹ ۱۹۴۲ء

اس ایکٹ کی دفعہ ۱۰ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۰۔ دفعہ ۸ کے تحت کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جائے گا جب تک ادارہ اعداد وشمار کے متعلقہ افسر سے اجازت نہ لے لی جائے۔ اسی طرح ۹ کے تحت نالش دائر کرنے سے پہلے متعلقہ حکومت سے منظوری لینا ضروری ہوگا۔''

اس دفعہ کی رو سے قانون ہذا کے تحت آنیوالے کسی جرم کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا جب تک افسر مجاز سے تحریری اجازت نہ لے لی جائے۔ یہ چیز قرآن وسنت میں مذکورہ اسلامی احکام کے منافی اور انصاف سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ پس کونسل تجویز کرتی ہے کہ اس دفعہ میں اس طرح ترمیم کردی جائے کہ متاثرہ شخص کو پیشگی اجازت کے بغیر مقدمہ دائر کرنے کا حق مل سکے۔ (دلیل کے

لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۳)

۴۰۔ مضرت ہائے جنگ (معاوضہ بیمہ) ایکٹ ۱۹۴۳ء

(p.52) اس ایکٹ کی دفعہ ۲ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۲۔ کسی دیوانی عدالت میں وفاقی حکومت یا اس کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرنے والے کسی شخص کے خلاف دفعہ ۸ کے تحت ایسی رقم کی واپسی کے لئے جو بیمہ پالیسی کی پریمیم کے طور پر ادا کی گئی ہو کوئی مقدمہ قابل سماعت نہیں ہوگا۔''

اسلام نے نجی ملکیت کو قابل احترام تسلیم کیا ہے۔ ریاست کا کوئی فعل جس سے اس حرمت کی خلاف ورزی ہوتی ہو اسلامی احکام کے منافی ہے۔ اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ اس میں اس طرح ترمیم کردی جائے کہ مالک کی رضامندی کے بغیر کوئی اراضی قبضہ میں نہ لی جاسکے نہ ہی اسے نقصان پہنچایا جاسکے۔ نیز یہ کہ معاوضہ کی رقم کا تعین اتفاق رائے سے یا مروجہ بازاری قیمت کے حساب سے کیا جائے گا۔''

اس کی دفعہ ۱۸۔(۱) میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۸۔(۱) کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ نالش یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی جائے گی جو اس نے قانون ہذا کے تحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔ اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کردی جائے۔ (دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۴۲۔ قانون سرکاری قرضہ ۱۹۴۴ء

ایکٹ ہذا سرکاری کفالت ناموں اور سرکاری قرضوں کے انتظام و انصرام کے قوانین کو یکجا کرنے سے متعلق ہے۔ ایکٹ ہذا کی دفعہ ۲(۲) میں کفالت نامہ کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے۔

(۲) کفالت نامہ سے مراد:

(الف) کوئی ایسا کفالت نامہ ہے جسے حکومت کی طرف سے قرضہ لینے کی غرض سے قانون ہذا کے

نفاذ سے قبل یا بعد میں تیار اور جاری کیا گیا ہو اور اس کی درج ذیل میں سے کوئی ایک شکل ہوسکتی ہے یعنی:۔

(ا)(p.53) سٹاک (ایک قسم کی ہنڈی) جو بنک کے کاغذات میں بذریعہ رجسٹریشن قابل انتقال ہو یا

(۲) پرامیسری نوٹ جو کہ حسب الحکم واجب الادا ہو یا

(۳) حاملی بانڈ جو کہ حامل کو واجب الادا ہو یا

(۴) فارم جو کہ اس سلسلے میں مقرر کئے گئے ہوں یا جن کے متعلق حکومت وقتاً فوقتاً مشتہر کرے۔

(ب) کوئی دیگر کفالت نامہ جسے حکومت نے اس شکل میں قانون ہذا کی اغراض کے لئے مقرر، تیار اور جاری کیا ہو۔

اس کی مختلف دفعات میں درج ذیل ترامیم تجویز کی گئی ہیں:۔ دفعہ ۴ اور ۶

دفعہ۔۶ کے مندرجات کا جائزہ لینا ضروری ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:۔

(ا) حکومت کسی سرکاری ضمانت سے متعلق کسی وقف کا کوئی نوٹس وصول نہیں کرے گی۔ نہ ہی حکومت کسی ایسے نوٹس سے کسی بات کی پابند ہوگی خواہ وہ بات نوٹس میں صراحتاً درج ہو اور نہ ہی حکومت کو کسی سرکاری کفالت کے سلسلے میں متولی سمجھا جائے گا۔

(۲) ذیلی دفعہ (ا) کے احکامات کو متاثر کئے بغیر 'بنک بطور مہربانی' بنک یا حکومت پر کوئی ذمہ داری عائد کئے بغیر اپنے کھاتوں میں سٹاک کے سود کی ادائیگی یا سٹاک کی پختگی کی قیمت یا اسٹاک کے انتقال یا اسٹاک سے متعلق اسی طرح کے دیگر معاملات کے بارے میں سٹاک ہولڈر کی ایسی ہدایات ریکارڈ کرے گا جنھیں بنک مناسب سمجھے گا۔

سرکاری قرضہ ایکٹ ۱۹۴۴ء کی دفعہ ۴ اور ۶ میں لفظ ''سود'' کو لفظ ''منافع'' سے تبدیل کردیا جائے۔ کیونکہ ''سود'' کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ (اور سود کی بجائے جائز منافع ہی دیا جائے)

(p.54) سرکاری قرضہ ایکٹ ۱۹۴۴ء پر غور کرتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل کی نظر سود کی ادائیگی سے متعلق دفعہ ۴ نیز دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ (۲) میں شامل حکم پر بھی پڑی ہے۔

(p.55) چونکہ ایکٹ ہذا عوام سے قرضے حاصل کرنے سے متعلق ہے اور جسے حکومت سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے منافع کے ساتھ لوٹاتی ہے لہذا یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل رقم

پر جو اضافی رقم دی جاتی ہے کیا وہ ربا کہلائے گی؟
بعض ماہرین قانون کا کہنا ہے کہ خواہ قرض کسی فرد سے لیا جائے یا جماعت یا حکومت سے لیا جائے۔اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔اس تمام لین دین پر ربا کے امتناعی حکم کا اطلاق ہوگا جن میں یہ شرط موجود ہو کہ مقررہ اضافی رقم مع اصل لوٹائی جائے گی۔جب کہ دوسرے ماہرین قانون کی رائے یہ ہے کہ حکومت جو قرض لیتی ہے وہ ربا کے زمرے میں نہیں آتا۔

اس سلسلے میں کونسل کی رائے یہ ہے کہ حکومت قرض لیتے وقت قرضہ کی ہر یونٹ کو سونے کی ایک خاص مقدار سے وابستہ کردے تاکہ قرض کی واپسی کے وقت حکومت کے ذمے جو رقم واجب الادا ہو اس کی مالیت کھلی منڈی میں سونے کی مروجہ قیمت کے مطابق طے کی جاسکے۔اس طرح ہم ربا سے بچ سکتے ہیں اور افراط زر کی وجہ سے زر کی قیمت میں جو کمی واقع ہوتی ہے اس کا بھی خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔

کونسل نے رسول اکرم ﷺ کی دو احادیث پر بھروسہ کیا ہے۔منتقی الاخبار مترجم ایڈیشن ۱۹۹۲ء کے صفحات ۶۷و۶۸ میں درج ہیں۔ان احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ حکومت اپنے شہریوں سے ضرورت پڑنے پر قرضہ لے سکتی ہے اور واپسی کے وقت اس اصل رقم میں کچھ اضافہ کر کے لوٹا سکتی ہے اس بارے میں کونسل کی رائے یہ ہے کہ حکومت اس شرط کے ساتھ قرضہ لے سکتی ہے کہ اسے منافع کے ساتھ واپس لوٹایا جائے گا۔(مگر یہ اضافہ کسی بھی صورت سودی نہیں ہونا چاہئے)

دفعہ۔۸

دفعہ۔۸ کی شق (الف) میں الفاظ ''پس ماندہ یا پسماندگان'' کے بعد الفاظ ''مع متوفی کے قانونی ورثاء'' کا اضافہ کردیا جائے۔

شق (ب) میں ''ان افراد کے پس ماندگان'' کے بعد الفاظ ''مع متوفی کے قانون ورثاء'' کا اضافہ کردیا جائے۔

دفعہ۔۹

دفعہ۔۹ میں الفاظ ''بنک مقرر کرسکتا ہے'' کے بعد درج ذیل کا اضافہ کردیا جائے:۔
''قانونی ورثاء میں سے سرپرست جو کہ کفالت یا کفالتوں کا مالک بن سکے۔''
دفعہ۔۹ میں الفاظ ''جو شخص کفالت یا کفالتوں کا مستحق ہو'' کو حذف کردیا جائے۔

دفعہ۔۱۰

☆اکثر مایخاف لایکون وغالب مایسمع من مکروہ لایقع وفی الله کفایة وعنده رعایة ومنه العون.☆

دفعہ۔۱۰ میں الفاظ ''ایسا شخص جسے وہ سمجھتا ہو نمائندگی کرسکتا ہے'' کو الفاظ ''ایسا ولی یا سرپرست جو کہ قانونی طور پر نمائندگی کرسکتا ہو'' سے تبدیل کردیا جائے۔

دفعہ۔۱۸ اور ۲۰

دفعہ ۱۸ میں اور ۲۰ کی شق (اے) میں لفظ ''سود'' کو لفظ ''منافع'' یا ''عطیہ'' یا ''انعام'' سے جیسا کہ مقننہ مناسب سمجھے بدل دیا جائے۔

مذکورہ قانون کی دفعات ۲۲۔۲۴ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۲۲۔ ماسوائے جیسا کہ سرکاری ہنڈی کے سلسلے میں بصورت دیگر صریحا'' مقرر ہو' کسی شخص کو اس اولیٰ تاریخ کے بعد جس میں کہ وہ مذکورہ ہنڈی پر واجب الادا رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کرسکتا تھا مذکورہ ہنڈی پر اس عرصہ کا جو گزر گیا ہو سود کا دعوی کرنے کا حق نہیں ہوگا۔''

''۲۳۔ حامل کی جانب سے اس تاریخ پر یا اس کے بعد تمسک یا رسید پیش ہونے پر' وفاقی حکومت واجب الادا رقم کی ادائیگی کرنے کے بعد مذکورہ حامل تمسک یا کسی سودی رسید کی تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہوجائے گی۔ تاوقتیکہ مذکورہ ادائیگی سے قبل وفاقی حکومت کو عدالتی حکم کے ذریعے مذکورہ ادائیگی کرنے سے نہ روکا گیا ہو۔

''۲۴۔ جہاں کہ فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے ذریعے کوئی مختصر عرصہ مقرر نہ کیا گیا ہو' سرکاری ہنڈی پر واجب الادا سود کی ادائیگی اس تاریخ جس پر بطور سود رقم واجب الادا ہو' سے چھ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد وفاقی حکومت کی کسی سود کی ادائیگی کے سلسلے میں ذمہ داریاں ختم ہوجائیں گی۔

محولہ بالا دفعات سود کے تعین سے متعلق ہیں' یہ سود قانون ہذا کے تحت جاری کردہ کسی رسید یا ہنڈی پر دیا جاتا ہے۔ سود کو اسلام میں ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ راہنما اصول نمبر ا میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ لہٰذا اسلامی نظریاتی کونسل سفارش کرتی ہے کہ ان دفعات کو حذف کیا جائے۔''

مفاد عامہ کی تعریف

کونسل نے ابتدائی طور پر مفاد عامہ کی تعریف متعین کی تاکہ اسے ارضیات واملاک کو وقتی طور پر قبضہ میں لینے اور حاصل کرنے سے متعلق جملہ قوانین میں شامل کرلیا جائے۔

''مفادِ عامہ'' سے ہر وہ فعل مراد ہے جو کسی امتیاز کے بغیر عوام کی جائز ضروریات کے حوالہ سے ہر شہری سے تعلق رکھتا ہو اور جسے انفرادی طور پر انجام نہ دیا جا سکے۔''
(p.56) یہ تعریف سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۱۷ سے ماخوذ ہے۔

صحت عامہ (ہنگامی احکام) آرڈیننس' ۱۹۴۴ء

اس قانون کی دفعہ ۱۳ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۳۔کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی نالش' مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی جائے گی جو اس نے نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔''

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان' مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب نہیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کر دی جائے ۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۴۴۔قانون فوجداری ترمیمی آرڈیننس' ۱۹۴۴ء

اس آرڈیننس کی دفعہ ۱۵ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۵۔کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی نالش' مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی جائے گی جو اس نے آرڈیننس ہذا کی تعمیل میں کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔''

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان' مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کر دی جائے ۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۴۵۔قانون غیر ملکیاں' ۱۹۴۶ء

اس آرڈیننس کی دفعہ ۱۵ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۵۔کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ' نالش یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی

جائے گی جو (p.57) اس نے قانون ہذا کے تحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔"
اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان، مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔ اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کر دی جائے۔ (دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۴۶۔ غیر ملکی زر مبادلہ میں باضابطگی ایکٹ، ۱۹۴۷ء

اس ایکٹ کی دفعہ ۲۶ میں کہا گیا ہے کہ:۔

"۲۶۔ وفاقی حکومت، سٹیٹ بنک یا وفاقی حکومت/سٹیٹ بنک کے کسی افسر یا شخص کے خلاف جو قانون ہذا کے تحت کوئی اختیار استعمال کرتا ہو، فرض ادا کرتا ہو یا کوئی وظیفہ ادا کرنے کا پابند ہو، ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ، نالش یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی جائے گی جو اس نے قانون ہذا یا اس کے تحت وضع کردہ قاعدہ یا جاری کردہ ہدایت یا حکم کی تعمیل میں کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔"
اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان، مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔ اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کر دی جائے۔ (دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۴۷۔ ریلوے (مال کی نقل و حمل) کا قانون، ۱۹۴۷ء

اس قانون کی دفعہ ۵ کہتی ہے کہ:۔

"۵۔ ریاست، ریلوے انتظامیہ یا کسی شخص کے خلاف ایسے نقصان کی بابت کوئی مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی جائے گی جو زیر دفعہ ۳ جاری شدہ ہدایت یا ریلوے انتظامیہ کی طرف سے جاری کردہ کسی حکم کی تعمیل کے نتیجہ میں ہوا ہو یا ہونے کا امکان ہو۔ نہ ہی ریلوے انتظامیہ پر خواہ ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کی رو سے یا بصورت دیگر ایسی کسی ہدایت کی تعمیل کرنے پر اس نقصان کے لئے جوابدہ ہو گی۔

یہ ایک امتیازی دفعہ ہے جو متاثرہ شخص کو زیادتی کرنے والے کے خلاف چارہ جوئی سے روکتی ہے۔

☆ایاك والذنوب فانها مصدر الهموم والاحزان وهي سبب النكبات وباب المصائب والازمات.☆

(p.58)اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ اس دفعہ میں ترمیم کردی جائے تاکہ متاثرہ شخص کو اپیل کا کم ازکم ایک حق تو مل سکے۔

۴۸۔اجرائے سرمایہ (کنٹرول کا تسلسل) ایکٹ ۱۹۴۷ء

اس کی دفعہ ۱۵ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۵۔کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی جائے گی جو اس نے قانون ہذا کے تحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔''

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان' مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کردی جائے ۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۴۹۔ہنگامے اور شہری بدامنی کے خطرات کا بیمہ آرڈیننس' ۱۹۴۷ء

اس آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۴۔قانون ہذا کے تحت قابل تعزیر کسی جرم کی بابت کسی شخص کے خلاف کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جائے گا۔جب تک حکومت یا اس سلسلے میں مجاز کردہ افسر سے پیشگی اجازت نہ لے لی جائے۔''

مذکورہ بالا دفعہ کی رو سے کسی ایسے جرم کی بابت جو قانون ہذا کے تحت آتا ہو' کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی جب تک حکومت یا افسر مجاز سے اجازت نہ حاصل کرلی جائے۔یہ بات قرآن وسنت میں درج احکام کے منافی اور متاثرہ شخص کو انصاف سے محروم رکھنے کے مترادف ہے۔پس کونسل تجویز کرتی ہے کہ اس دفعہ میں اس طرح ترمیم کردی جائے کہ متاثرہ شخص کو حکومت سے پیشگی اجازت لئے بغیر مقدمہ دائر کرنے کا حق حاصل ہوجائے۔

اسی طرح اس آرڈیننس کی دفعہ ۱۶ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۶۔کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ' نالش یا دیگر قانونی کارروائی شروع نہیں کی جائے گی جو اس نے آرڈیننس ہذا کے تحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔''

(p.59)اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان' مال یا آبرو کے

لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان ومال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کردی جائے۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

پاکستان بنکاری (عدم ادائیگی اور ذمہ داریوں سے پہلوتہی کی روک تھام) آرڈیننس، ۱۹۴۷ء

اس کی دفعہ ۱۰ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۱۰۔کسی شخص یا حکومت کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ، نالش یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہوسکتی جو اس نے قانون ہذا کے تحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔''

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان، مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی کہ لوگوں کے حقوق اور جان ومال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کردی جائے۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۵۱۔ چھاؤنیات (جائیداد غیر منقولہ کا حصول) آرڈیننس، ۱۹۴۸ء

اس کی دفعہ ۸(۱) میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۸۔کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ، نالش یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہوسکتی جو اس نے آرڈیننس ہذا کے تحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔''

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان، مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان ومال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کردی جائے ۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

اسی طرح مذکورہ بالا دفعہ کی ذیلی دفعہ (۲) میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۸۔(۲) حکومت کے خلاف ایسے نقصان کی بابت کوئی مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں

ہوسکتی(p.60) جوایسے فعل کے انجام دینے سے پہنچا ہو یا پہنچنے کا احتمال ہو جوکہ نیک نیتی سے کیا گیا ہو یا کرنے کا ارادہ ہو۔''

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان، مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کیئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان ومال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کردی جائے۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنم اصول نمبر ۱۱)

۵۲۔تحفظ بندرگاہان (خصوصی اقدامات) ایکٹ، ۱۹۴۸ء

ایکٹ ہذا بندرگاہوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے سلسلے میں خصوصی اقدامات سے متعلق ہے۔

دفعہ۔۷: دفعہ۔۷ کی رو سے ایکٹ ہذا کے تحت مستوجب سزا جرم کے سلسلے میں کارروائی صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب وفاقی حکومت کے مجاز افسر کی جانب سے تحریری رپورٹ کی جائے۔اس سلسلے میں کونسل کی رائے یہ ہے کہ ایسے تمام معاملات جن میں قانون کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو دفعہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور مجاز افسر یہ چاہتا ہو کہ رپورٹ درج نہ کی جائے۔ایسی صورت میں متاثرہ شخص یا شہری کو شکایت درج کرانے کا حق ہونا چاہئے اور اس سلسلے میں وفاقی اور صوبائی حکومت سے پیشگی منظوری کی شرط کو لازمی نہیں قرار دینا چاہئے۔لہذا کونسل کی رائے یہ ہے کہ اس دفعہ کو حذف کردیا جائے۔

دلیل:۔ حکومت سے پیشگی منظوری حاصل کرنے کی شرط انصاف رسانی کے سلسلے میں ایک رکاوٹ ہے۔مزید برآں یہ امتیازی پہلو سرکاری اہل کار کو زیادہ بااختیار بنادیتا ہے جوکہ خلاف اسلام امر ہے۔(دیکھئے راہنما اصول نمبر ۳)

دفعہ۔۸ : اس کی دفعہ ۸ میں کہا گیا ہے کہ:۔

''۸۔کسی شخص کے خلاف ایسے فعل کی بابت کوئی مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہوسکتی جو اس نے قانون ہذا کے تحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔''

اسلام ریاست یا سرکاری حکام کے ایسے افعال کو تحفظ نہیں دیتا جو کسی کی جان، مال یا آبرو کے لئے ماورائے جائز حدود نقصان کا سبب بنیں خواہ وہ نیک نیتی سے کئے گئے ہوں۔اس لئے کونسل تجویز کرتی

ہے کہ لوگوں کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کی خاطر اس دفعہ میں مناسب ترمیم کردی جائے۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۱۱)

۵۴۔ چھاؤنیات (جائیداد غیر منقولہ کا حصول) آرڈیننس ۱۹۴۸ء

(p.61)اس کی دفعہ ۴ کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے جس کی شق (ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت کا مقرر کردہ معاوضہ قطعی ہوگا اور اس کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہوسکے گی۔

کونسل تجویز کرتی ہے کہ شق (ج) کو حذف کردیا جائے اور اس امر کا قانونی اہتمام کیا جائے تاکہ ڈسٹرکٹ جج کے سامنے اپیل کی جاسکے جو معاوضہ طے کرتے وقت دیگر امور کے علاوہ مروجہ بازاری قیمت کو مدنظر رکھے گا۔اسلام احکام کے مطابق اپیل کا حق بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔قرآن حکیم دوسروں کی جائیداد قبضہ میں لینے کی اجازت دیتا ہے تاہم ایسا کرتے وقت انصاف کے اصولوں کو مدنظر رکھنا لازمی ہے۔(دلیل کے لئے دیکھئے راہنما اصول نمبر ۳ دیکھئے)

(جاری ہے.............)

اس

☆اعلم ان مس